غدار تحریک ختم نبوت

۱۹۵۳ء

تحریر : ابو النعمان رضا

برصغیر پاک وہند میں جب سے انگریزوں کے ناپاک قدم پڑے ،تب سے اس سرزمین پر کئی فتنے انگریزوں کے سائے میں پروان چڑھے ،جن میں سے ایک فتنہ مرزا غلام قادیانی کا تھا۔ ۱۸۷۹ء سے اس فتنہ کا آغاز ہوا۔تب ہی سے علماء اہل سنت نے اپنی مومنانہ فراست سے اس فتنہ کو بھانپ لیا اور اس کا تعاقب کرنا شروع کر دیا۔ان علماء اہل سنت میں سرِ فہرست نام امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلی علیہ الرحمۃ اور پیر مہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کا ہے۔

لیکن جہاں علماء اہلسنت اس فتنہ کا تعاقب کر رہے تھے وہیں نام نہاد مسلمان کہلانے والے دیوبندی اور وہابی مکتبِ فکر کے مولوی اس کی حمایت کر رہے تھے۔ دوسرے لفظوں میں مرزا قادیانی کو حوصلہ اور پروان

چڑھانے والے یہ ہی لوگ تھے۔ کوئی مرزا کو کافر کہنے والے علماء کے رد میں مرزا قادیانی کو " مردِ صالح " کہہ رہا ہے تو کوئی اس کو مجدد اور اس کی کتابوں کو بے نظیر کتاب کہہ کر مرزا کو مقدس لوگوں میں شمار کر رہا ہے۔

مرزا قادیانی کی کتابوں اور جعلی نبوت کا ایک مقصد مسلمان کے سینے سے جذبہ جہاد کو ختم کرنا بھی تھا۔ وہ خدا کی نہیں بلکہ انگریز کی خوشنودی کے لئے جدوجہد کرتا رہا۔ پاکستان بننے کے بعد منکرین جہاد نے فوج میں بھرتی ہونا شروع کر دیا اور ایک سازش کے تحت ملک کی کلیدی آسامیوں پر پہنچ گئے۔ وہ ملک کو قادیانی اسٹیٹ بنانا چاہتے تھے۔ اسی غرض سے انہوں نے فوج اور دیگر محکموں میں اثر و رسوخ بڑھانا شروع کر دیا لیکن وہ اس راز کو زیادہ دیر تک نہ چھپا سکے بلکہ مرزا بشیر الدین محمود کے نام نہاد بیٹے اور جانشین نے کہا کہ ہم بلوچستان میں منظم کام کرنا چاہتے ہیں۔ ہم یہاں مرزائی حکومت قائم کریں گے ۔ پھر چوہدری سر ظفر اللہ ڈسکہ کا قادیانی تھا۔ ملک کا وزیر خارجہ بن بیٹھا۔ اس کو انگریزوں نے سازش کر کے وزیر خارجہ بنوادیا پھر اس نے وزارتِ خارجہ میں قادیانی بھرتی کرنے شروع کئے اور اپنے اثر و رسوخ سے قادیانیوں کو ملک کے دیگر محکموں میں بھرتی کروادیا۔ اس نے عقیدہ ختم نبوت کے خلاف کھلم کھلا تقریریں کیں۔ عقیدہ ختم نبوت کے خلاف زہر اگلا۔ ۱۹۵۲ء میں جہانگیر پارک کراچی میں اس نے ہرزہ سرائی کی اور مسلمان نوجوانوں کے احتجاج پر پولیس نے لاٹھی چارج کیا ، آنسو گیس پھینکی اور یہاں سے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کا آغاز ہوا۔ جس کی قیادت حضرت مولانا ابو الحسنات قادری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی۔ ہزاروں کفن بردار نوجوان جانیں قربان کرنے کے لئے سڑکوں پر نکل آئے۔

جیلیں بھر گئیں اور جیلوں میں مزید جگہ نہ رہی۔

حکومت وقت نے بے بسی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مارشل لاء نافذ کر دیا۔ اسی زمانے میں ایک عدالت نے مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی ، مولانا محمد خلیل احمد قادری (فرزند حضرت مولانا ابوالحسنات قادری علیہ الرحمۃ) اور مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کو سزائے موت سنائی۔ ملک گیر احتجاج کے پیش نظر اس پر عملدرآمد نہ ہو سکا۔ ان کی سزائے موت ملتوی ہوتی گئی۔ حکومت مارشل لاء لگا کر مظاہروں کی روک تھام میں کامیاب ہوگئی۔ اس تحریک میں کئی سو نوجوانوں (۱۳۰۰۰) نے اپنی جانوں کا نزرانہ پیش کیا۔ پولیس اور فوج کی گولیوں کا نشانہ بنے اور پھر ملک میں حکومت تبدیل ہوگئی اور کچھ عرصہ کے لئے قادیانیت دب گئی۔

لیکن جہاں علماء اہل سنت جدوجہد کر رہے تھے اور عوامِ اہل سنت اپنی جانوں کا نزرانہ پیش کر رہے تھے اور جیلوں میں قید کئے جا رہے تھے۔ وہیں تحریکِ ختمِ نبوت کے غدار مولوی احتشام الحق تھانوی اپنے گھر آئے ہوئے مجاہدین کو گرفتار کروا دیتے ہیں۔

محمد طاہر رزاق صاحب اپنی کتاب " ناموس محمد ﷺ کے پاسبان " میں حکیم ذوالقرنین مجلس احرار لاہور کے سیکرٹری سے انٹرویو لیتے ہوئے صفحہ ۱۴۳ پر لکھتے ہیں

'' ایک روز ہم مولانا احتشام الحق تھانوی کے پاس پہنچے کہ تمام رہنما گرفتار ہوگئے ہیں۔ آپ کوئی پروگرام بنائیں اور تحریک کو سنجالیں۔ پروگرام بننے کے بجائے ہمارے تمام ساتھی '' مولانا کے ہاں گرفتار ہوگئے '' ہم چند ایک ساتھی بچ گئے۔ لیکن اللہ کے فضل وکرم سے تحریک چل پڑی۔ اور کارکنوں نے حوصلہ نہ ہارا۔ تحریک کی قیادت خود سنبھال لی۔ ''

ہوسکتا ہے کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ جی کوئی مخبری بھی تو کرسکتا ہے ؟ اس میں مولانا ااحتشام الحق تھانوی کا کیا قصور ؟

پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مخبری کی صورت میں حکومت کے خلاف اپنے گھر میں تحریک چلانے کے جرم میں مولوی احتشام الحق تھانوی کو گرفتار کیوں نہیں کیا گیا ؟؟

کیا مولوی احتشام الحق تھانوی حکومت کے جمائی تھا ؟ جوان کو اور حکیم ذوالقرنین صاحب اور کچھ اور دیوبندی ساتھیوں کو چھوڑ دیا ، باقی سب کو گرفتار کرلیا ؟؟

ایک ہی بات ہوسکتی ہے کہ دیوبندیوں کے مولوی احتشام الحق تھانوی ہی نے مخبری کی تھی اور حکیم ذوالقرنین کو اس لیئے چھوڑا کہ تم تحریک کو سنبھالو اور اس کو اس طرح چلاؤ کہ یہ تحریک ناکام ہو جائے۔ مگر اللہ رب العزت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ اسی لئے ان غداروں کا پردہ چاک کردیا۔

آگے صفحہ ۱۴۷ پر لکھتے ہیں

'' سوال : تحریک ختم نبوت میں بعض علماء کرام کا کردار مشکوک سمجھا جاتا ہے ؟

جی ہاں ! اس معاملے میں بہت سے نام ہیں ۔ کئی ایک نے گورنمنٹ کو تحریر لکھ کر دے دی کہ ہمارا اس تحریک کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ۔ آپ ان ناموں کو آف دی ریکارڈ ہی رہنے دیں ۔ اس وقت ہر کسی کو اپنی ہی پڑی ہوئی تھی ۔ کسی کا بھائی شہید ہو چکا تھا تو کسی کا باپ ۔ کئی ایک پولیس کے تشدد کی وجہ سے اپاہج ہو گئے تھے ۔ کمزور طبیعت کے علماء تشدد سے گھبرا گئے ۔ لیکن ڈٹ جانے والے ڈٹ گئے ۔ اگر معافی نامے داخل کرنے والوں کے نام منظر عام پر آ گئے تو ایک طوفان کھڑا ہو جائے گا ۔ اکثر وفات پا چکے ہیں ۔ بس ان کی مغفرت کی دعا کیجئے ۔ ''

اسی طرح مولوی احتشام الحق تھانوی دن میں مجلس عمل ختم نبوت کے مرکزی اجلاسات میں شریک ہوتے اور رات حکام وقت کو پورے دن کی رپورٹ فراہم کرتے تھے ۔ اس بات کے ثبوت کیلئے فروری مارچ ۱۹۵۳ء کے '' روزنامہ جنگ '' کراچی ، '' روزنامہ انجام '' اور '' نئی روشنی '' کی فائل دیکھی جا سکتی ہیں ۔

یہ پہلے دیوبندی شخصیت نہیں جس نے تحریک ختم نبوت سے غداری کی ہو ، یہ سوگات ان کو ان کے

بڑوں سے ملی ہے۔ قاسم الخیرات نے ختم نبوت کا انکار کیا ۔ امام ربانی نے مرزا قادیانی کو مرد صالح کہا ۔ حکیم الامت نے مرزا کو اپنا رہنما مان کر اس کی کتابوں کو اپنے نام سے چھاپا بنام "المصالح العقلیہ للاحکام النقلیہ" جس کا اردو ترجمہ محمد رضی عثمانی دیوبندی نے "احکام اسلام عقل کی نظر میں" کے نام سے دار الاشاعت کراچی سے شائع کی۔ احتشام الحق تھانوی نے مجاہدین تحریک ختم نبوت کو اپنے گھر سے گرفتار کروایا ۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں مولوی غلام غوث ہزاروی اور مولوی عبد الحکیم دیوبندی نے قادیانیت کے خلاف قرارداد پر قومی اسمبلی میں موجود ہونے کے باوجود دستخط نہیں کیے۔

الحمد اللہ ! اللہ رب العزت کا کرم ہمیشہ علماء اہل سنت کے ساتھ رہا اور ہر موقع کر مرزا قادیانی اور اس کے حمایتی ذلیل و خوار ہوتے رہے اور انشاء اللہ ہوتے رہیں گے۔

فیصلہ آپ خود کریں ، وہ لوگ جو ان غداروں کو اپنے سر کا تاج مانتے ہیں اور کہتے پھرتے ہیں۔ ان کا کیا انجام ہونا چاہیے ؟ ختم نبوت کے دشمنوں سے جتنا ہو سکے دور رہو ، نہ اس کی مجلسوں میں جاؤ ، نہ ان سے دوستی کرو ، نہ اس سے رشتہ داری کرو ، نہ ان کی نماز جنازہ پڑھو ، ان منافقین کو ہر موقع پر ان کا اصل چہرہ دکھاؤ۔

بشکریہ : ابو النعمان رضا طالب دعا : سلیمان سبحانی

تاریخ تحفظ ختم نبوت
سیریز 13
ناموس محمد ﷺ کے پاسبان
ترتیب تحقیق
محمد طاہر رزاق
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ ملتان

مولانا عبدالستار نیازی بھی آ گئے۔ مسجد وزیر خاں کے خطیب مولانا خلیل احمد صاحب بھی آ گئے۔ مولانا عبدالستار نیازی نے اپنی تقریروں کے ذریعے لوگوں میں بڑا جذبہ اور ولولہ پیدا کیا۔ وہ اس وقت مسلم لیگ کے بڑے سرگرم رکن اور صوبائی اسمبلی کے ممبر تھے۔ احرار کے ترجمان روزنامہ "آزاد" کے ایڈیٹر مولانا مجاہد الحسینی صاحب تشریف لائے ہوئے تھے۔ ان سب نے مل کر تحریک کو بڑی تقویت پہنچائی۔ اس دوران دوستوں کا مشورہ ہوا کہ کراچی میں تحریک کا کام کچھ کمزور ہے۔ کچھ سرکردہ رضاکاروں کو وہاں جانا چاہیے۔ ہم نے پروگرام یہ بنایا کہ لاہور سے نکل کر ہر شہر سے ہو کر گزریں گے اور وہاں کے لوگوں کو اس بات پر آمادہ کریں گے کہ وہ اپنے اپنے شہر میں تحریک شروع کریں اور ہو سکے تو کراچی پہنچیں۔ ہم نے جب یہ پروگرام بنایا تو پتہ چلا کہ فوج آ گئی ہے اور مارشل لاء لگ گیا ہے۔ جنرل اعظم خان کو ایڈمنسٹریٹر بنا دیا گیا ہے۔ میں اور مجاہد الحسینی صاحب لاہور سے باہر دریائے راوی کے پل پر پہنچے تو ہمیں بس ملی۔ یہاں سے ہم لائل پور گئے۔ وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ بہت سے احرار ساتھی گرفتار ہو چکے ہیں۔ جو ملے انہیں ہم نے تیار کیا کہ کوشش کر کے رضاکاروں کا دستہ کراچی بھیجیں۔

فیصل آباد سے ہم چنیوٹ' جھنگ' ملتان' شجاع آباد سے ہوتے ہوئے کراچی جو پہنچے تو معلوم ہوا کہ یہاں بھی تمام ساتھی گرفتار ہو چکے ہیں اور داخل زنداں ہیں۔ بہرحال فیصل آباد اور گوجرانوالہ کے کافی ساتھی کراچی پہنچ گئے۔ ہم نے مل بیٹھ کر پروگرام طے کیا۔ احرار کا دفتر وہاں تھا۔ مگر پولیس اور فوج کے مسلسل چھاپوں کی وجہ سے ہم ایک ہوٹل میں ٹھہرے۔ ہم میں سے کچھ ساتھی بیرونی شہروں اور پنجاب میں آتے اور رضاکاروں کو لے کر یہاں پہنچتے۔ پروگرام کے مطابق دس دس آدمیوں کا گروپ بن کر گورنمنٹ ہاؤس کے سامنے مظاہرہ کرتا اور گرفتار ہو جاتا۔

ایک روز ہم مولانا احتشام الحق تھانوی کے پاس پہنچے کہ تمام رہنما گرفتار ہیں۔ آپ کوئی پروگرام بنائیں اور تحریک کو سنبھالیں۔ پروگرام بننے کے بجائے ہمارے تمام ساتھی "مولانا کے ہاں گرفتار ہو گئے!" ہم چند ایک ساتھی بچ گئے۔ لیکن اللہ تعالی کے فضل و کرم سے تحریک چل پڑی۔ کارکنوں نے حوصلہ نہ ہارا۔ تحریک کی قیادت خود سنبھال لی۔

۲۱ اپریل کو یوم اقبال کا جلسہ تھا۔ میں بھی وہاں گیا۔ ایک اشتہار "علامہ اقبال کا

OO تحریک ختم نبوت میں بعض علماء کا کردار مشکوک سمجھا جاتا ہے؟

جی ہاں! اس معاملے میں بہت سے نام آتے ہیں۔ کئی ایک نے گورنمنٹ کو تحریر لکھ کر دے دی کہ ہمارا اس تحریک کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ آپ ان ناموں کو آف دی ریکارڈ ہی رہنے دیں۔ اس وقت ہر کسی کو اپنی پڑی ہوئی تھی' کسی کا بھائی شہید ہو چکا تھا تو کسی کا باپ۔ کئی ایک پولیس کے تشدد کی وجہ سے اپاہج ہو گئے۔ کمزور طبیعت والے علماء تشدد سے گھبرا گئے۔ لیکن ڈٹ جانے والے ڈٹ گئے۔ اگر معافی نامے داخل کرنے والوں کے نام منظر عام پر لائے جائیں تو ایک طوفان کھڑا ہو جائے۔ اکثر وفات پا چکے ہیں۔ بس ان کی مغفرت کی دعا کیجئے۔

OO یہ جو روایت ہے کہ لاہور میں شہید ہونے والوں کی لاشوں کو چھانگا مانگا کے جنگلات میں جلایا گیا' اس کے متعلق آپ کی کیا معلومات ہیں؟

دیکھیں جی' یہ تو ہر دور میں ہوتا ہے۔ جب حکومت کسی کو کچلتی ہے تو ایسے ہتھکنڈے بھی استعمال کرتی ہے۔ پولیس کی روایت رہی ہے کہ وہ ایسے موقعوں پر لاشوں کو غائب کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ کسی تحریک میں اتنا تشدد نہیں ہوا' جتنا اس تحریک میں مسلمانوں کے ہاتھوں مسلمانوں پر ہوا۔ بہت زیادہ گولی چلی تھی۔

ہمارے ایک مولوی ابراہیم ڈنڈے والے مشہور آدمی ہیں۔ اسی طرح برکت صاحب قلعے والے' ان کا بھائی شہید ہو گیا تھا۔ ایک شیخ لال دین صاحب تھے۔ بوڑھے آدمی تھے۔ ان لوگوں نے اس تحریک میں ورکر کی حیثیت میں بڑا تاریخی کردار ادا کیا۔ جلوسوں کو روکنے کے لیے حکومت نے سڑکوں پر ریڈ لائنیں لگا دیں۔ لیکن لوگوں نے ریڈ لائنیں کراس کیں اور کہا کہ ہمیں گولی مارو۔ ہمارے سینے چھلنی کرو۔ اس پر ملٹری نے بھی گولی چلا دی۔ اس نے کوئی لحاظ نہیں کیا۔

OO کہتے ہیں کہ ملٹری میں مرزائی بھی تھے' جو گولیاں چلا رہے تھے؟

مرزائی بھی تھے' اور بہت سوں کو تو معلوم ہی نہیں تھا کہ مسئلہ کیا ہے۔ انہیں بتایا گیا تھا کہ یہ حکومت کے باغی ہیں۔ لیکن جب انہیں اصل حقیقت معلوم ہوئی کہ یہ تو ختم نبوت کی تحریک چلا رہے ہیں تو بہت شرمندہ ہوئے کہ ہمیں غلط استعمال کیا گیا۔ بہت سی جگہوں پر یہ بھی اطلاعات ملیں کہ فوج اور پولیس نے گولی چلانے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ